مال کی تجارت یعنی (Barter System) سے کام لیا جا سکتا ہے۔

آج کل بین الاقوامی سطح پر عالمی بینک اور اس کے ادارے کام کر رہے ہیں۔ بیشتر ممالک' عالمی بینک کے ممبر ہیں۔ جس کے تحت انہیں اپنا کھاتہ عالمی بینک میں کھولنا پڑتا ہے اور بوقت ضرورت بینک سے قرضہ جات حاصل کئے جاتے ہیں۔ عالمی بینک اور اس سے وابستہ اداروں سے قرضہ جات کی صورت بھی یہ ہوگی کہ اسلامی حکومت ان کو مضاربت پر قبول کریگی اور بجائے سود کے عالمی بینک کو نفع میں شامل کرے گی۔ چونکہ حکومت خود کوئی سود وصول نہیں کرے گی اس لئے بلا سود قرضہ کی بھی متوقع ہوگی۔ اگرچہ آغاز میں مشکلات کا سامنا ہو سکتا ہے لیکن اسلامی معاشرہ کی روش سے پوری آگاہی کے بعد' کوئی ناممکن بات نہیں کہ عالمی سطح پر بھی سود سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تحریک وجود میں آجائے گی۔ اگر عالمی بینک اور دنیا کو اسلامی معاشرہ کے سمجھنے میں دقت ہو تو اسلامی حکومت عالمی بینک کی ممبر شپ سے دستبردار بھی ہو سکتی ہے۔ یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں ہوگی' چین اور روس عالمی بینک کی رکنیت کے بغیر اپنے اپنے طریقے سے ملک کی ترقی میں لگے ہوئے ہیں۔

بلاسود نظامِ بینکاری ممکن ہے!!

مندرجہ بالا بحث سے ظاہر ہے کہ بلا سود بینکاری نظام کا اسلامی معاشرہ میں چلانا بالکل ممکن ہے۔ یہ نظام جدید معیشت کے تمام تقاضوں کو کماحقہ پورا کر سکتا ہے۔ مالیاتی پالیسیاں (Fiscal Polices) اور حکومت کا مالیاتی نظام (Public Finance) بلاسودی نظام میں بخوبی چلایا جا سکتا ہے۔ بیشتر بین الاقوامی تقاضے بھی اسلامی حدود کے اندر رہ کر پورے ہو سکتے ہیں' ورنہ اسلامی معاشرہ اس وقت تک (Closed Economy) کے طور پر چلایا جا سکتا ہے جب تک کہ بیرونی دنیا اسلام کے منصفانہ اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہو جاتی۔

پاکستانی اور بھارتی حکمران

پاکستان اور بھارتی حکمرانوں کے طرز زندگی میں نمایاں فرق ہے۔ پاکستانی کابینہ اور دوسرے اداروں کے اجلاسوں کی سج دھج امریکہ' برطانیہ' پیرس اور کریملن کے ایوانوں کو بھی شرماتی ہے۔ ہمارے سوٹڈ بوٹڈ حکمران جگمگاتے کانفرنس ہالوں میں کروڑوں روپے کے فانوسوں کے نیچے بیٹھ کر پاکستان میں غربت کے اسباب اور خاتمے کے طریقوں پر غور کرتے ہیں۔ اس میں مقروض ملک کے سفیر بیرونی دارالحکومتوں کے سب سے مہنگے علاقوں میں پر تعیش اور مہنگے ہوٹلوں میں مقیم ہوتے ہیں۔ پاکستان کے معمولی بیوروکریٹ جس کے کروفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں وہ بھارت کے طبقہ امراء کے لئے بھی قابل رشک ہے۔

اسکے برعکس بعض بھارتی وزراء ہوائی چپل بلکہ کھڑاؤں پہن کر قومی اہمیت کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ گرمیوں میں کھلا کرتا اور سردیوں میں لوئی (گرم چادر) جیسا' عامیانہ' لباس انکے تن کی زینت ہوتا ہے۔ پاکستان سے چار گنا بڑے ملک کے وزیراعظم کی صدارت میں کابینہ کے اجلاس فرشی نشست میں ہوتے ہیں۔ وزیراعظم' وزرائے اعلیٰ' صدر اور گورنر وغیرہ سب ملک کے اندر بننے والی گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔ سب سے بڑے قومی ادارے لوک سبھا کی اندرونی نشستیں ہمارے ہاں کی ضلع کونسلوں کی نشستوں سے کسی طرح بہتر نہیں۔ سادگی اور بچت کا احساس ہر طرف نمایاں نظر آتا ہے۔ یہ اس ملک کا احوال ہے جس کے محفوظ زرمبادلہ کی ذخائر کی مالیت ۲۷ ارب ڈالر کے لگ بھگ ہے یعنی پاکستان کے ذخائر سے کم و بیش ۲۰ گنا۔

(سید خالد جاوید)